تدوین حدیث کے ادوار

عبدالہادی ناصر ایم اے

ہر علم کی صحیح تاریخ جاننے کے لئے اس کی ابتداء اور مختلف ادوار کو جن میں سے گزر کر وہ علم اپنے عروج کو پہنچا ہو، جاننا بہت ضروری ہے۔ اس مضمون میں تدوین علم حدیث کے مختلف ادوار اور اس سلسلے میں محدثین علماء کی مساعی کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا ہے، جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ آغاز اسلام ہی سے احادیث کی حفاظت اور اشاعت کا خاطر خواہ اہتمام کیا گیا تھا۔ اور اس کی اہمیت کے پیش نظر عہد نبوی سے لے کر عصر حاضر تک کسی نہ کسی رنگ میں اس علم کے مختلف پہلوؤں پر علماء طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔ کسی دور میں کم اور کسی میں زیادہ ہم مجموعی طور پر اس تمام عرصہ کو چار اہم ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا دور۔ عہد نبوی

صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا۔ وہ آپؐ کی ہر بات سننے کے لئے ہمہ تن گوش رہتے اور آپؐ کے ارشادات سے آگاہ رہنے کی کوشش کرتے۔ اور پھر ان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے۔ وہ آپؐ کے نقش قدم پر چلتے اور آپؐ کے طرز عمل کی نقل کرنے کی کوشش کرتے گویا ان کی زندگی

لہ بخاری کتاب العلم

کا مقصد جہد اطاعت رسول اور اسوہ نبی پر عمل پیدا ہوتا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ سے دو تین میل دور ایک انصاری بھائی عتبان بن مالک کے ساتھ رہتا تھا۔ ہم نے اپنی باری مقرر کی ہوئی تھی۔ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا اور حضورؐ کے ارشادات سنتا اور شام کو واپس آکر اپنے انصاری بھائی کو سنا دیتا۔ دوسرے دن وہ حاضر ہوتے اور میں کام کاج کرتا۔ اور وہ شام کو واپس آکر مجھے ارشادات نبوی سے آگاہ کرتے[1]

حصول علم دین کی تڑپ نے صحابہ کرام کے دلوں سے دنیا کی محبت بالکل محو کر دی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیاں اسی مقصد کے لئے وقف کر دیں کہ حضرت نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہ کر زیادہ سے زیادہ آپؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ ان میں سے بعض تو دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو گئے اور مسجد نبوی میں ڈیرا لگا دیا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہیں "اصحاب الصفہ" کہا جاتا ہے۔ وہ قوت لایموت اور معمولی لباس پر گزر اوقات کرتے اور حضورؐ سے تربیت پا کر دوسروں کی تربیت کرتے۔ حضرت ابوہریرہ بھی انہیں میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو محفوظ کیا اور ان سے دوسرے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ باوجود بعد میں اسلام لانے کے سب سے زیادہ روایات آپؓ نے بیان کی ہیں اس کی وجہ وہ خود یوں بیان کرتے ہیں۔

"تم یہ خیال کرتے ہو کہ ابوہریرہ بہت کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے ہم سب نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے (یعنی میں جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں) اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک مسکین آدمی تھا اور جو کچھ کھانے کو مل جاتا، اسی پر قناعت کرتا اور ہمیشہ حضور کی خدمت میں حاضر رہتا۔ مہاجرین بازاروں میں تجارت کی وجہ سے اور انصار اپنے اموال کی حفاظت کی وجہ سے مشغول رہتے۔ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص اپنی چادر پھیلائے رکھے، جب تک میں اپنی بات ختم نہ کر لوں اور پھر اسے اکٹھا کرے، تو اس کے بعد جو کچھ وہ مجھ سے سنے گا وہ اسے نہیں بھولے گا

۱۔ صحیح بخاری ... العلم

پس میں نے اپنی چادر پھیلائی جو میں اوڑھے ہوئے تھا۔ مجھے اس خدا کی قسم، جس نے میرے نبی کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ اس کے بعد میں نے حضور کی زبان سے جو کچھ سنا، وہ مجھے کبھی نہیں نہیں بھولا۔ [۲]

حضرت ابو ھریرہؓ کے علاوہ بھی کثیر تعداد ایسے صحابہ کی تھی، جو حفاظ حدیث تھے اس طرح دور اول سے ہی احادیث کے حفظ کرنے اور انہیں سینہ بہ سینہ منتقل کرنے کا طریقہ چلا آتا ہے۔

اگر حفاظت حدیث کا ذریعہ کتابت ہی کو قرار دیا جائے تو بھی تاریخی شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کتابت احادیث کا آغاز بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہو چکا تھا۔ گویا ہر پہلو سے علم حدیث کی تدوین دور نبوی میں باقاعدہ شروع ہو چکی تھی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے زیادہ حدیثیں ابن عمرؓ کو یاد ہیں کیونکہ وہ انہیں لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ [۳]

عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو لفظ سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا اس ارادے سے کہ اسے یاد کر دوں گا۔ لیکن قریش نے مجھے اس سے منع کر دیا۔

اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنتے ہو، وہ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ کبھی غصہ میں بھی کچھ فرما دیتے ہیں۔ اس پر میں نے لکھنا بند کر دیا۔ پھر میں نے آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ تم لکھ لیا کرو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا [۴]

---

[۲] بخاری کتاب الاعتصام
[۳] بخاری کتاب العلم
[۴] تفسیر ابن کثیر ج ۵۔ ص ۳۷

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔

مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ

ان ہر دو روایات سے بالبداہت یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی بعض صحابہ آپ کی احادیث لکھا کرتے تھے اس ارادہ سے کہ انہیں بعد میں حفظ کرلیں گے۔ اسی طرح بعض اوقات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کتابت کا ارشاد فرمایا۔ مندرجہ ذیل روایت اس پر روشنی ڈالتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال کان رجل من الانصار یجلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث ولا یحفظ فشکا ذالک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعن بیمینک واومأ بیدہ للخط۔ [۱]

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی باتیں سننا چاہتا ہوں۔ مگر مجھے وہ یاد نہیں رہتیں، آپ نے فرمایا۔ تم اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لیا کرو۔ یعنی میری باتیں لکھ لیا کرو۔

مذکورہ بالا روایت سے بھی کتابت حدیث کا ثبوت ملتا ہے۔ جب خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اپنے ارشادات حیطۂ تحریر میں لانے کی اجازت دے دی تو بھلا صحابہ کیوں اس پر عمل نہ کرتے ہوں گے بلکہ بعض روایات سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے پاس احادیث کے مجموعے بھی موجود تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس احادیث النبی کا ایک مجموعہ تھا جس انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا تھا اور اسے وہ بہت عزیز رکھتے تھے۔ [۲]

---

[۱] ترمذی ابواب العلم۔ باب ماجاء فی الرخصۃ فی الکتابۃ

[۲] سنن دارمی باب من رخص فی کتابۃ العلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک صحیفہ موجود تھا، جس میں زکوٰۃ، خون بہا، اسیروں کی رہائی، کافر کے بدلے میں مسلمانوں کا قتل نہ کرنا۔ حرم مدینہ کے حدود وغیرہ کے احکام و مسائل درج تھے۔ اور یہ صحیفہ آپ نے خود لکھا تھا چنانچہ فرماتے تھے۔

ما کتبنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا القرآن وما فی ھذہ الصحیفۃ۔

(ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجز قرآن کے اور جو کچھ اس صحیفے میں درج ہے، کچھ نہیں لکھا)

اس صحیفہ سے ان کی مراد وہ مجموعہ احادیث تھا، جو خود انہوں نے تیار کیا تھا۔ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بعض احکامات و مسائل نوشتوں میں لکھوا کر اپنے پاس رکھے۔ ان میں سے ایک مجموعہ کا نام "کتاب الصدقۃ" تھا۔ جس میں زکوٰۃ وغیرہ کے احکام درج تھے۔

علاوہ ازیں کتب احادیث میں بعض دیگر صحائف کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ پس اس دور میں احادیث کی تدوین اور ان کی حفاظت کے ذرائع کا انتظام و اہتمام ہو چکا تھا۔ اس طرح وہ بنیاد رکھی جا چکی تھی، جس پر بعد از اں علم حدیث کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہوئی۔

دوسرا دور

آفتاب نبوت کے مطلع عالم پر موجودگی تک تو صحابہ براہ راست اس سے کسب نور کرتے رہے، لیکن جب تقدیر ایزدی سے وہ آفتاب عالم تاب بظاہر اس عالم سے روپوش ہو گیا تو صحابہ کو احساس ہوا کہ اب دینی و دنیوی امور میں راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام کے اقوال و افعال کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور ان کے دوسرے مسلمانوں تک پہنچانا بھی ان کا فرض اولین ہے۔ کیونکہ اب وہی ان کی خاطر خواہ تعلیم و تربیت کے

۵ے صحیح بخاری باب ثم من عاھد ثم غدر۔

ذمہ دار تھے۔

اس احساس ذمہ داری کے ساتھ انہوں نے اس گراں قدر علمی خزانے کی حفاظت کے لئے ذرائع اختیار کئے۔ صحابہ نے احادیث نبوی کو ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیا۔ نیز انہیں دوسرے مسلمانوں تک پہنچانے کی سعی بھی کی اس دور میں کتابت حدیث کا فریضہ انجام دینے میں جن صحابہ نے نمایاں خدمات انجام دیں، ان کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت ابو ھریرہؓ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت زید بن ثابتؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ حضرت جابر بن سمرہؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

احادیث کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرام نے درس حدیث کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح مختلف حلقہ ہائے درس قائم ہوگئے۔ جن میں صدہا مسلمان شامل ہوئے اور وہ ارشادات نبوی سے آگاہ ہوئے۔ کئی احادیث ایسی ہوتیں، جن کا علم صرف چند لوگوں کو ہوتا۔ جب ان کو درس میں بیان کیا جاتا تو عام لوگوں کو بھی ان کا علم ہو جاتا۔ مشہور صحابہ جنہوں نے درس حدیث کا باقاعدہ انتظام کیا یہ تھے۔

حضرت عائشہؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابو ھریرہؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت زید بن ثابت۔ حضرت جابر بن عبداللہ۔ حضرت ابو سعید خدری وغیرھم۔

خلفائے راشدین نے احادیث کی اشاعت اور استحکام کے لئے صحابہ کرام کو دوسرے شہروں میں بھجوایا تاکہ ان لوگوں کو جو خود تحصیل حدیث کے لئے سفر وغیرہ کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو علم حدیث و علم قرآن و سنت نبوی سے روشناس کرائیں۔ چنانچہ ایک دفعہ کے موقع پر حضرت عمرؓ نے تمام عمال لوگوں کو جمع کیا اور تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

یا ایھا الناس انی ما ارسل الیکم عمالاً لیضربوکم ولیاخذوا اموالکم وانما ارسلھم الیکم لیعلموکم دینکم وسنۃ نبیکم ؎

؎ تاریخ ابن الاثیر ج ۳ ص ۲۰۸

والے لوگو! میں نے تمہاری طرف جو حکام بھیجے ہیں، وہ اس لئے نہیں بھیجے کہ تمہیں زدوکوب کریں اور تم سے تمہارے مال لیں۔ بلکہ میں نے اس لئے انہیں تمہاری طرف بھیجا ہے کہ وہ تمہیں تمہارا دین اور تمہارے نبی کی سنت سکھائیں۔)

صحابہ اپنے فرض کو کما حقہ پورا کرکے رفتہ رفتہ اس دار فانی سے جب رخصت ہونے لگے یہاں تک کہ وہ ایک ایک کرکے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، تو اس فرض کا سارا بار تابعین کے کندھوں پر آ پڑا۔ اب وہ اپنے اساتذہ صحابہ کی جگہ مسند آرا ہوئے۔ اور ان کے نقوش پاکی پیروی کی۔ انہوں نے بھی کتابت حدیث کا اہتمام کیا اور صحابہ کے جاری کردہ سلسلہ ہائے درس کو جاری رکھا۔ اس طرح علم حدیث روز افزوں ترقی کرتا چلا گیا۔

تابعین میں سے چند ایک مشہور تابعی جنہوں نے اس بارے میں شایاں خدمات انجام دیں۔ یہ تھے:-

حضرت سعید بن مسیب۔ حضرت عروہ بن زبیر۔ حضرت سالم بن عبداللہ۔ حضرت علقمہ بن قیس۔ حضرت مسروق بن الاجدع۔ حضرت ابو عمرو النخعی۔ حضرت ابو مجاہد وغیرہم۔

تیسرا دور

پہلی صدی کے آخر سے دوسری صدی کے نصف تک بے شک پہلے اور دوسرے دور میں تدوین حدیث کا کام ہو رہا تھا، لیکن اس کی حیثیت باقاعدہ علم اور فن کی نہ تھی۔ لوگ انفرادی طور پر اس میں دلچسپی لیتے اور اس کی اشاعت کرتے تھے۔ لیکن دوسرے دور کے اختتام پر بعض امور نے علماء کو مجبور کر دیا کہ وہ اس علم کی حفاظت و تدوین کا باقاعدہ انتظام کریں۔ چنانچہ اس دور میں وسیع پیمانے پر تدوین حدیث کا آغاز ہوا۔ جس کی چند وجوہ مختصراً یہ تھیں۔

۱- عہد نبوی کے بعد سے روز بروز جمع و حفاظت حدیث کا کام مشکل ہو رہا تھا۔

۲- صحابہ اور تابعین جن کو احادیث نبوی زبانی حفظ تھیں۔ وہ رخصت ہو چکے تھے۔ اور دیگر حفاظ حدیث بھی کم ہونے لگے اور آئندہ لوگوں نے حفظ حدیث کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی۔ اس لئے، یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں احادیث ضائع ہی نہ ہو جائیں۔ نئی احادیث کا پتہ

چلنا تو اب ناممکن تھا۔ البتہ معلوم احادیث کی حفاظت ممکن حد تک انتہائی ضروری تھی۔

ایک بڑی اہم ایک لحاظ سے نہایت خطرناک بھی، وجہ یہ ہوئی کہ ایک مخالف اسلام عنصر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلام میں داخل ہوگیا۔ اور ان لوگوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرنا شروع کردیا۔ جو ان کے اپنے ناپاک ذہن کی اختراع تھیں اس طرح انہوں نے فرمودات نبوی میں تلبیس کی کوشش کی۔ چنانچہ اسی فتنہ وضع حدیث کے تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے صحیح احادیث کی حفاظت کے لئے اہتمام کیا گیا۔ اس بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا نام جو بنو امیہ کے خلفاء میں سے ایک تھے۔ اور ۹۹ ہجری میں مسند آرائے خلافت ہوئے سرفہرست ہے۔ جن کی دوررس نگاہیں اس خطرے کو اسی زمانے میں بھانپ گئیں۔ چنانچہ انہوں نے اس علم کی باقاعدہ تدوین کے لئے اسباب اقدام کئے۔ آپ نے اپنے والی مدینہ ابو بکر بن حزم کو لکھا۔

> آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث ملے اس پر نگاہ رکھو اور اسے لکھ لو۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علم (حدیث) ضائع نہ ہو جائے اور علماء سب رخصت ہو جائیں۔ اور سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے اور کچھ قبول نہ کرو۔ علم کو پھیلاؤ اور علمی مجالس قائم کرو تاکہ جو ناواقف (بے علم) ہیں، ان کو بھی علم حاصل ہو جائے (یاد رکھو) علم اس وقت تباہ ہوتا ہے جب وہ مخفی ہو جائے۔

اسی طرح آپ نے دوسرے اسلامی ممالک کے عمال کو بھی جمع و حفاظت حدیث کے بارے میں احکام ارسال کئے۔[۹]

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اس آواز پر سب سے پہلے امام محمد بن مسلم زھری نے لبیک کہی اور احادیث کی کتابت باقاعدہ شروع کردی۔ ان کے علاوہ امام شعبی، امام مکحول دمشقی، قاضی ابو بکر بن حزم وغیرہ نے بھی تصانیف کیں۔

---

۹ صحیح البخاری کتاب العلم

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کی نقول مختلف علاقوں میں بھجوادیں تاکہ ہر جگہ یہ علم پھیل جائے۔ اور عوام احادیث نبوی سے آگاہ ہو جائیں۔ سعد بن ابراہیم کہتے ہیں۔

امرنا عمر بن عبدالعزیز بجمع السنن فکتبناها دفترا دفترا ۔۔۔۔ الخ

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں جمع حدیث کا حکم دیا تو ہم نے احادیث کے بڑے بڑے مجموعے تیار کرلئے اور انہوں نے ایک ایک مجموعہ جہاں جہاں ان کی حکومت تھی بھیج دیا۔ اسلامی مملکت کی حدود چونکہ کافی دور دور تک پھیل گئی تھیں، اس لئے علم حدیث میں بھی وسعت پیدا ہوگئی۔ ہر شہر کے علماء نے اپنے شہر کے لوگوں سے احادیث حاصل کرکے ان کو مدون کیا۔ اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان کو یکجا کیا۔ کسی پر تفسیر کا رنگ غالب تھا تو کسی پر فقہ اور کسی پر سیرت کا۔ ان میں سے چند ایک مشہور و معروف محدثین علماء کے اسماء درج ذیل ہیں، جنہوں نے اس بارے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

امام مالک بن انس مدینہ میں۔ امام اوزاعی شام میں۔ امام سفیان ثوری کوفہ میں۔ ابو سلمہ حماد بن دینار بصرہ میں۔ معمر بن راشد یمن میں۔ عبداللہ بن مبارک خراسان میں اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق۔

ان سب میں سے امام مالک بن انس کی تصنیف "موطا" کو لازوال شہرت حاصل ہوئی۔ اس میں فقہی رنگ غالب ہے۔ اس کی صحت روایات انتہائی درجے پر ہے۔ اس لئے بعض علماء نے اسے صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ المعروف امام اعظم بھی اسی دور میں ہوئے۔

الغرض یہ دور تدوین حدیث کا اہم ترین دور ہے، جس میں اس علم کو بعض مایہ ناز محافظ اور سرپرست ملے، جنہوں نے علم حدیث کو ایک فن کی شکل دے دی۔ اور اس کی ترقی کے لئے راہیں استوار کر دیں، جن پر گامزن ہو کر بعد کے علماء نے اس علم کو انتہائی کمال تک پہنچایا۔

چوتھا دور

دوسری صدی ہجری کے نصف سے پانچویں صدی کے نصف تک

ادوارِ سابقہ میں فنِ حدیث کی بنیاد رکھی جا چکی تھی، جس پر علمِ حدیث کی عمارت تعمیر ہو رہی تھی۔ چنانچہ دوسری صدی کے نصف تک اس کا ایک خاکہ سا مرتب ہو چکا تھا۔ اس کے بعد یہ فن بسرعت تمام ترقی کی منازل طے کرنے لگا تاآنکہ اس چوتھے دور میں ہر رنگ میں اس کی تکمیل ہو گئی۔ اس لحاظ سے تدوینِ حدیث میں چوتھے دور کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

تیسرے دور میں احادیث شہر بہ شہر جمع ہونے لگی تھیں، اس لئے اتنا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ جن میں بعض فتنہ پردازوں نے اپنے اپنے مقاصد کے لئے اپنی طرف سے احادیث وضع کر کے ان کو پھیلانے کی کوشش کی۔ چنانچہ محدثین نے اب حدیث کے حسن و قبح اور صحت و سقم کو جانچا اور صحتِ احادیث کے مستحکم معیار مقرر کئے۔ ان شرائط پر پرکھنے کے بعد صحیح احادیث کو الگ کر دیا اور ضعیف اور موضوع روایات کی نشان دہی کی۔ ان مختلف امور کی وجہ سے محدثین علماء کے کام میں بہت اضافہ ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مختلف دیگر علوم کی بنیاد بھی پڑی۔ جن کا تعلق علمِ حدیث کے ساتھ تھا۔ مثلاً علم اسماء الرجال یعنی تقریباً ڈیڑھ لاکھ راویوں کے حالاتِ زندگی جمع کئے گئے، جس سے یہ معلوم کرنا آسان ہو گیا کہ کون سے راوی قابلِ اعتبار ہیں اور کون سے قابلِ اعتبار نہیں۔ یہ علم ایک بالکل نیا علم تھا۔ اس سے پہلے اس قسم کا کوئی علم موجود نہ تھا۔

احادیث کی اسناد اور متون کو پرکھنے کے لئے اصول روایت و درایت وضع کئے گئے۔ اب علماء کی بھی تقسیم ہو گئی۔ پہلے ایک ہی عالم فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ میں دسترس رکھتا تھا۔ لیکن وقت کے گزرنے سے علوم میں بہت وسعت ہو گئی۔ اس لئے بعض علماء نے فقہ کے علم میں کوشش کی، بعض نے علمِ حدیث میں، بعض نے تاریخ میں اور بعض نے تفسیر میں۔ اور اس طرح اپنے اپنے علم میں کمال حاصل کیا۔

اس دور میں علمِ حدیث کے ہر پہلو پر کتب مدون ہوئیں۔ اگرچہ اس زمانے میں بھی

بعض جلیل القدر حفاظ گزرے، جنہیں لاکھوں احادیث کئی کئی طرق سے ازبر تھیں۔ لیکن انہوں نے اس پر اکتفا نہ کیا، بلکہ ان میں سے صحیح احادیث کا انتخاب کر کے ضخیم مجموعے تیار کیے، جو آئندہ نسلوں کے لئے ایک گراں قدر علمی خزانہ ثابت ہوئیں اور مشعل راہ بنیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ شہرت صحاح ستہ کو ملی۔ ان کے علاوہ بھی کثیر علماء نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے مختلف کتب مدون کیں۔

المسوّیٰ من احادیث الموطا

عربی

حضرت شاہ ولی اللہ کی یہ مشہور کتاب آج سے ۴۳ سال پہلے مکہ مکرمہ میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے زیر اہتمام چھپی تھی اس میں جگہ بہ جگہ مولانا مرحوم کے تشریحی حواشی ہیں مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے حالات زندگی اور ان کی الموطا کی فارسی شرح المصفیٰ پر مولف امام نے جو مبسوط مقدمہ لکھا تھا اس کتاب کے شروع میں اس کا عربی ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

ولایتی کپڑے کی نفیس جلد کتاب کے دو حصے ہیں

قیمت

بیس روپے